تقریر

تقریر بابت اسلام
وقت 5-7 منٹ

اسلام ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ۔ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(آل عمران:111)

تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو یہ اُن کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ اُن میں مومن بھی ہیں مگر اکثر ان میں سے فاسق لوگ ہیں۔

تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکہ ءِ عرش کا نزول
اسلام چیز کیا ہے؟ خدا کیلئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیء خدا
جو مرگئے اُنہی کے نصیبوں میں ہے حیات
اِس راہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

(درثمین)

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ اسلام ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے۔

ہم نے عیسائی سکالر کا یہ فقرہ پڑھ اور سُن رکھا ہے کہ ”مغربی ممالک میں اسلام ہے اور مسلم ممالک میں مسلمان ہیں۔“ اس پر خاکسار نے جب اپنی پُرانی یادوں کو چھیڑا اور مغربی ممالک میں مختلف اوقات میں اپنے قیام کے دوران مغربی دنیا کو پڑھا۔ اس کو کھنگالا۔ اس کی جگالی کی تو بہت سی باتیں ذہن میں آئیں۔ ابھی مَیں ان یادوں میں گم تھا کہ آج اپنی روزمرّہ سیر کے دوران سڑک عبور کرتے وقت مجھے ایک بائیسکل آتی نظر آئی جس پر ایک شخص تیز تیز سائیکلنگ کرتا میری طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر ہاتھ کے اشارے سے سڑک عبور کرنے کو کہا۔ مَیں نے اُسے کہا کہ you first۔ کہنے لگا Are you sure۔ مَیں نے کہا yes اس پر وہ گزرا۔ ٹریفک کا نظام اتنا عمدہ ہے جس میں ہر شخص باادب لگتا ہے۔ آپ اگر کسی کو راستہ دیں تو وہ ہاتھ اٹھا کر شکریہ ادا کر کے جاتا ہے۔ دوسروں کے حقوق کا اس قدر خیال رکھا جاتا ہے کہ انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کاش! یہ اسلامی ممالک میں ہو۔ دیہاتی علاقوں میں جہاں سڑکوں کی چوڑائی تھوڑی کم اور چھوٹی ہوتی ہے۔ وہاں کاروں کی لائنیں لگی نظر آتی ہیں۔ مگر مجال کوئی کسی کو cross کرے۔ اگر آگے گھوڑ سوار یا سائیکلسٹ گزر رہا ہے تو ان کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اگر کسی جگہ کار کے گزرنے کا راستہ ہے تو ہر دو کی کوشش ہوگی کہ پہلے سامنے والا گزر جائے اور سامنے والے کو head lights دے کر اُسے گزرنے کو کہا جاتا ہے جبکہ ہمارے ہاں ایسا نہیں ہے۔ اگر head lights دے دیں تو مطلب یہ کہ مجھے گزرنے دو تم جاؤ بھاڑ میں۔ اگر کسی کو راستہ دے بھی دیں تو وہ بجائے شکر گزار ہونے کے بُرا بھلا کہہ کر جاتا ہے۔

ہمارے ممالک میں لائن بنانے کا تصور ہی نہیں۔ مگر وہی لوگ جب مغربی دنیا میں land کرتے ہیں تو فوری لائن میں لگ جاتے ہیں۔ باہر نکلیں تو ہر دوسرا بندہ آپ کو Hi یا Hello کہہ کر greet کرتا ہے۔ گندگی نظر نہیں آتی۔ ایسے علاقے جہاں مسلمانوں کی بہتات ہے میں گندگی بھی ملے گی اور ٹریفک اصولوں میں ڈنڈی مارتے بھی نظر آئیں گے۔ مجھے جرمنی سے ایک احمدی خاتون نے بتایا کہ ایک جرمن بچی بعمر 12 سال پلاسٹک والی تیل کی بوتل کر ڈٹرجنٹ سے صاف کر کے کوڑے میں پھینکتی تھی۔

تا کوڑا اُٹھانے والوں کو مشکل در پیش نہ ہو۔ حالانکہ یہ سارا میٹریل ری سائیکل ہو جاتا ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں گھر کا تمام کوڑا کر کٹ باہر سڑک پر لا کر ڈال دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ ممالک law biding ممالک ہیں Thanks کہنے کا بہت رواج ہے۔ ہماری احمدی مجالس اور gatherings میں ہر طرف سے جزاک اللہ، جزاک اللہ کی آوازیں بلند ہوتی سنائی دیتی ہیں۔

مجھے ایک دوست نے بتایا کہ میرے گھر میں ایک پلمبر کام کرنے کے لئے آیا۔ drill کرتے ہوئے گیس کا پائپ damage ہو گیا۔ اس نے اپنی کمپنی کو فون کے ذریعہ inform کر کے پلمبر کو بلوایا۔ پلمبر کو آتے دو گھنٹے سے زائد وقت بیت گیا۔ وہ کاریگر جب تک پلمبر نہیں آیا اسی جگہ موجود رہا تا گیس کی leakage سے کوئی زیادہ نقصان نہ ہو جائے۔ پھر پلمبر نے اپنا کام مکمل کر کے کہا کہ مَیں نے عارضی طور پر اس کو درست کر دیا ہے۔ فلاں دن بڑا پلمبر آ کر پوری مرمت کر دے گا۔ معین وقت پر بڑے پلمبر نے آکر کام مکمل کیا اور کہا کہ فلاں دن پینٹر آ کر متاثرہ حصے پر وائٹ واش کر دے گا۔ چنانچہ پینٹر نے بھی اپنا کام خوش اسلوبی سے کر کے کہا کہ اگر تین ماہ میں پینٹ کی رنگت بدل جائے تو مجھے فون کر دیں۔ چنانچہ سارے کام وقت پر ہوئے۔ اور ہمارے ہاں الیکٹریشن ہو 'پلمبر ہو' گاڑی کا مکینک ہو یا وائٹ واشر ہو۔ کام شروع کرنے کے بعد کئی کئی دن تک کے لئے غائب ہو جاتے ہیں اور جب موبائل پر رابطہ کریں تو اوّل فون اُٹھاتے نہیں اگر اٹھالیں تو جواب ملتا ہے مَیں اس وقت out of city ہوں۔ حالانکہ وہ شہر میں ہی ہوتا ہے۔

اخلاقیات کو دیکھیں تو وہ مسلسل انحطاط وزوال کا شکار ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اقرار بھی کرتے دکھائی دیں گے اور اظہار بھی ایسا کہ آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی خاطر مرنے مارنے اور قتل کر دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر ہر وہ کام کریں گے جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی ممالک میں جھوٹ، فتنہ پروری، قتل وغارت، بے ایمانی، یتیم کا مال کھانا، بدعہدی اور تکبّر وغیرہ عام ہے۔ حج کرنے کے بعد کاروبار میں دیانت نہ برتنا اور ملاوٹ عام ہے۔

ایک خطبہ جمعہ میں پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بدعہدی اور بددیانتی کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

" آج کل دنیا میں یہی حالات ہیں۔ کاروباروں میں بدعہدی ہے۔ روزمرہ کے معاملات میں بدعہدی ہے۔ قومی سطح پر اتنی بدعہدی ہے کہ اس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ایک تجارت کا معاہدہ کرتے ہیں اور اس میں اتنی خیانت اور بدعہدی ہے کہ تصور سے باہر ہے۔ کسی نے مجھے بتایا بلکہ ایک کاروبار کرنے والے نے ہی بتایا کہ پاکستان سے ہم جو اچھا باسمتی چاول دنیا کو بھیجتے ہیں اُس کے درمیان میں ہم نے ایک ایسا طریقہ رکھا ہوا ہے جس میں اِری جو باسمتی چاول نہیں ہوتا، موٹے چاول کی ایک قسم ہے لیکن اتنا موٹا بھی نہیں ہوتا ' وہ اس طریقے سے ڈالتے ہیں کہ کسی کو پتہ بھی نہ چلے اور یہ کوئی پرواہ نہیں کہ اگر پتہ لگ جاتا ہے تو اس سے ان کی تجارت پر بھی اثر پڑے گا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ملک کی بدنامی ہو گی۔ پھر اسی طرح اور بہت سے کام ہیں جو کئے جاتے ہیں۔ یعنی یہ صرف بدعہدی نہیں ہے بلکہ خیانت بھی ہے، جھوٹ بھی ہے۔ صرف چار پیسے کمانے کے لئے یہ بدعہدی کر رہے ہوتے ہیں اور جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو رہے ہیں، انہوں نے کیا توقع آپ سے رکھی ہے۔ انہوں نے تجارت میں تو سوال ہی نہیں جنگی معاہدات میں بھی اور عام معاہدات میں بھی اپنا کیا اسوہ قائم کیا ہے اور کس طرح باریکی سے اس کو پورا فرمایا کہ دنیا کے کسی معاہدے میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4 فروری 2011ء)

سامعین! سؤر نہیں کھاتے کہ حرام ہے مگر پیسہ حرام سے کما کر اپنی تجوریاں بھرتے رہتے ہیں اور شراب بھی پی لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ فلاں دکان سے گوشت نہ خریدیں ان کا ذبیحہ کا طریق اسلامی نہیں ہے۔ میکڈونلڈ نہ جائیں۔ سؤر کے مِلے تیل استعمال کرتے ہیں۔ مگر حرام کی کمائی پر فخر کرتے ہیں۔ حکومتی سطح پر بھی یہ بُرائیاں اور بدیاں عام دیکھنے کو ملتی ہیں۔ جبکہ مغربی دنیا میں یہ بدیاں، بُرائیاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان جیسے حالات کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر کوئی قوم اپنی حالت نہیں بدلتی تو اللہ تعالیٰ نئی قوم لے آتا ہے۔ فلسطین کے حوالہ سے پیشگوئی کے مطابق یہود دوبارہ مسلّط ہو چکے ہیں۔ لیکن توبہ مشروط ہے۔ جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

" اگر انہوں نے توبہ نہ کی اور اللہ کے بندوں کے ساتھ رحم کے ساتھ پیش نہ آئے تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں (یہود کو) فلسطین سے خود نکالے گا نہ کہ مسلمانوں سے جنگ کے نتیجہ میں اور ان کی بجائے اللہ اپنے صالح بندوں کو فلسطین کا بادشاہ بنادے گا۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو تب تک فلسطین پر غلبہ عطا نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس شرط کو پورا نہ کریں کہ اللہ کے صالح بندے بن جائیں۔"

(تعارفی نوٹ سورۃ بنی اسرائیل، از قرآن با ترجمہ صفحہ 461)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی کئی خطبوں میں پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں اور اُمّتِ مسلمہ کی اصلاحی تبدیلیوں کے لئے احباب جماعت کو دعا کی تحریک کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُمّت مسلمہ پر رحم فرمائے۔ احتجاج تو تمام دنیا میں ریکارڈ کروایا جاتا ہے لیکن مغربی دنیا میں پُرامن احتجاج دیکھنے کو ملتا ہے جبکہ مسلمان ممالک کے بعض حصوں میں توڑ پھوڑ، لوٹ مار اور تمام اخلاقی ضابطوں کو توڑتے ہوئے احتجاج کرتے دیکھا جاتا ہے۔

چوری چکاری، ڈاکہ زنی اور رقوم واموال کو بے رحمی سے تلف کرنا اور چھین کر اپنا حصہ سمجھنا روز کا وطیرہ بن چکا ہے۔ یہاں ہماری کالونی کے باہر مین روڈ پر ایک خاتون پھولوں کا کاروبار کرتی ہے اور پھولوں کی ٹرے اور گملوں کو باہر قیمت لگا کر رکھ دیتی ہے اور ساتھ ایک گلہ رکھا ہوتا ہے۔ لوگ آتے ہیں اور اپنی پسند کے پھول لے کر اس کی مالیت کے برابر رقم گلے میں ڈال کر پھول لے جاتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں مالک کی موجودگی میں بھی داؤ لگا جاتے ہیں۔ شادی بیاہ کے مواقع پر بے پردگی، ناچ اور دیگر رسومات، قبروں کو سجدہ گاہ بنانا اور دیگر کئی بُرائیاں ہمارے معاشرے میں گھر بنا گئی ہیں۔ جن کا اسلام کے ساتھ دُور کا بھی تعلق نہیں۔

آج اپنی زبوں حالی کا تذکرہ روزانہ ہی ٹاک شو اور دیگر ٹی وی کے پروگرامز میں اینکر حضرات اور مہمان اس بات کا عام اعتراف کرتے سنائی دیتے ہیں کہ ہم ترقی معکوس کر رہے ہیں ہماری اخلاقی کیفیت جو 1947ء میں تھی وہ اب 2026ء میں نہیں ہے۔ ہم گراوٹ کا شکار ہیں۔ بظاہر ہماری محبت اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھی ہے لیکن اسلامی احکام پر عمل کے حوالے سے ہمارا معیار بہت نیچے جا گرا ہے۔ عدم برداشت نہ ہونے کے برابر ہے۔

یورپین اقوام law biding ہیں۔ یہاں برطانیہ میں گھروں میں سگریٹ نوشی منع ہے۔ ہمارے پڑوس میں ایک شخص سگریٹ نوشی کرتا ہے۔ مَیں نے اس کو اکثر اپنے گھر سے باہر نکل کر سگریٹ پیتے دیکھا ہے۔ ہر شخص اپنی گاڑی کو proper جگہ پر پارک کرتا ہے۔ یہاں مجھے شاید ہی کسی جگہ No Parking کا بورڈ نظر آیا ہو۔ ہمارے ہاں جہاں لکھا ہو کہ یہاں گاڑی پارک کرنا منع ہے۔ وہاں گاڑی پارک کریں گے۔ جہاں لکھا ہو کہ یہاں پیشاب کرنا منع ہے وہاں پیشاب کرتے نظر آتے ہیں۔

ٹرانسپیرنسی ایمینسٹی جو سالانہ رپورٹ جاری کرتی ہیں۔ اس کے پہلے 20۔22 ممالک جو کرپشن سے پاک ہیں ان میں کوئی بھی اسلامی ملک شامل نہیں ہوتا اِلَّا مَا شَاءَ اللہ اور جو کرپشن والے ممالک ہیں ان میں اسلامی ممالک کی کثرت ہوتی ہے۔

پس آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مسلمان اپنے آپ کو اسلامی تعلیمات سے آراستہ اور مزیّن کریں۔ انہی تعلیمات پر عمل ہی حقیقت میں سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی عقیدت وپیار اور محبت نیز اطاعت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ کہ کہہ دے کہ اگر تم مجھ سے محبت کے دعویدار ہو تو پھر پہلے میری کامل اتباع کرو تب اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا جہاں تک تعلق ہے اُس کے حوالہ سے آپ نے "دین کا خلاصہ" یوں بیان فرمایا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مَیں تمہیں دین کی اصل، اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتا دوں؟ مَیں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ یا رسول اللہ (ضرور بتایئے)۔ آپ نے فرمایا: دین کی اصل اسلام ہے اور اس کا ستون (عمود) صلاۃ ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا مَیں تمہیں اس سارے دین کا خلاصہ نہ بتاؤں؟ مَیں نے عرض کیا: جی ضرور بتائیں یا رسول اللہ! آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: اسے اپنے قابو میں رکھو، مَیں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں اس پر پکڑے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا بھلا ہو یا معاذ! لوگ اپنی زبان کی کاٹی ہوئی کھیتیوں (یعنی اپنے بُرے بول اور بے موقع باتوں) کی وجہ سے ہی جہنم میں اوندھے منہ گرتے ہیں۔

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الْإِيمَانِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ بَاب مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الصَّلَاةِ حدیث:2616)

آقائے دوجہاں، سیّد و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک حدیث میں عالمگیر، سچے اور پاک مذہب اسلام کی ساری تعلیمات کا خلاصہ بیان فرما دیا ہے۔ پوری حدیث کچھ اس طرح ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مَیں ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، ایک دن صبح کے وقت مَیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوا، ہم سب چل رہے تھے، مَیں نے آپ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور رکھے؟ آپ نے فرمایا: تم نے ایک بہت بڑی اور مشکل بات پوچھی ہے اور بے شک یہ عمل اُس شخص کے لیے آسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، صلاۃ قائم کرو، زکاۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا مَیں تمہیں بھلائی کے دروازے (راستے) نہ بتاؤں؟ صوم ڈھال ہے، صدقہ گناہ کو ایسے بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے اور آدھی رات کے وقت آدمی کا صلاۃ (تہجد) پڑھنا، پھر آپ

نے آیت تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ کی تلاوت يَعْمَلُونَ تک فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ارشاد فرمایا جس میں پورے دین یعنی اسلام کا خلاصہ بیان فرمایا۔یہی وہ عمل ہے جو اسلام اور ایمان میں تمیز کرتا ہے۔

اس حدیث کے دو حصے ہیں۔پہلے حصہ میں دین کا اصل اور خلاصہ اور دوسرے میں ارکان اسلام میں بیان عبادات اور اس کی اہمیت نیز صدقہ کی افادیت بیان ہوئی ہے۔ سب سے پہلے جس امر کی طرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی وہ یہ ہے کہ دین کی اصل اسلام ہے۔جب سے مذہبی دنیا کا آغاز ہوا۔اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھجوانے کا سلسلہ شروع کیا اور ان کے ذریعہ مذاہب بنے ان سب کا دین اسلام تھا۔ان سب کے دین کی بنیاد اسلام تھا۔چونکہ تمام مذاہب کی بنیادی تعلیم امن، سلامتی اور شانتی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حَنِيْفًا مُّسْلِمًا (آل عمران:68) قرار دیا نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرمایا هُوَسَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ لا مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا(الحج:79) کہ اے ابراہیم!اس اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اس سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی۔

چونکہ مذاہب کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ بعض پیروکار شدّت پسندی کی تعلیم دیتے رہے جیسا کہ اب اسلام میں مختلف مقامات پر مسلمانوں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔تو ہین مذہب کے نام پر قتل وغارت، شور شرابا اور دنگا فساد روز کا معمول بن چکا ہے۔جبکہ اسلام کا لفظ سلامتی سے نکلا ہے۔جس کے معنی یہ ہیں کہ ایک مسلمان اپنے لئے بھی سلامتی کا موجب ہو اور اس کے ہاتھوں دوسرے مسلمان بھی سلامتی میں رہیں جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ اور جب اسلام پر ایمان لا کر انسان مومن ہوتا ہے تو اس کے معانی بھی یہی ہیں کہ اس سے اس کا نفس امن میں آجاتا ہے اور دوسرے لوگ بھی جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمُؤْمِنُ مَنْ يَّامَنَهُ النَّاس۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریّہ پر صحابہ کو بھجواتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ جس جگہ تم مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو تو وہاں حملہ نہ کرنا اور نہ کسی کو قتل کرنا۔

(ابوداؤد کتاب الجهاد)

سامعین!اس مضمون کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ کے الفاظ میں بھی بیان فرمایا ہے۔صلوٰۃ کے معنی گو "درود" کے بھی ہیں مگر یہاں اس سے "قیام نماز" مراد ہے جو پانچ اسلامی ارکان میں سے ایک رکن ہے جس طرح عمارت کی چھت ستونوں پر قائم ہوتی ہے ان ستونوں کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔اسی طرح اسلامی عمارت کی مضبوطی کے لئے نماز جیسے ستون کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔جس کا ذکر قرآن کریم اور ارشاداتِ نبوی میں کثرت سے ملتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے۔

(مسلم کتاب الایمان)

دیہاتی لوگوں کے ایک گروہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر نماز میں کمی یا معافی کی درخواست کی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔جس مذہب میں عبادت (نماز) نہیں وہ مذہب نہیں۔پس ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے دین کو مضبوط سے مضبوط کرنے کے لئے دین کے ستون نماز کی ایمان کے سیمنٹ سے مرمتیں کرتے رہیں اور اپنی اولادوں کو بھی اس طرف راغب رکھیں۔

پھر اس فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دین کی بلندی کو جہاد قرار دیا گیا ہے۔جہاد دو طرح کا ہے ایک تو تلوار کا جہاد ہے جس کے لئے امام کا ہونا ضروری ہے۔دوسرا جہاد تعلیم وتربیت کا جہاد ہے جو زیادہ بڑا جہاد ہے۔جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ تلوار والے جہاد سے واپسی پر فرمایا۔رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ کہ ہم اب چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد یعنی تعلیم وتربیت اور اصلاح احوال کے جہاد کی طرف لوٹ رہے ہیں اور یہی وہ جہاد ہے جسے ہم دین کی چوٹی یعنی بلندی قرار دے سکتے ہیں۔جو ہمہ وقت تا قیامت جاری وساری ہے۔

اس کی وضاحت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات پر فرمائی ہے جیسے ایک موقع پر فرمایا کہ

بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق وانصاف کی بات کرنا ہے۔

(ترمذی کتاب الفتن)

ایک موقع پر فرمایا۔

مشرکوں سے اپنے اموال، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ذریعہ جہاد کرو۔ (ابوداؤد کتاب الجهاد)

جنگ بدر کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی الحاح وتضرّع سے کی ہوئی یہ دعا۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذَا الْعِصَابَةَ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبُدْ فِي الْاَرْضِ اَبَدًا (ترمذی کتاب التفسیر) بھی جہادِ اکبر کے زُمرے میں آتی ہے اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی اور اپنے اہل خانہ اور ماحول میں بسنے والے احمدیوں کی اصلاح وتربیت کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے اور ان کے لئے دعائیں کرنا بھی ضروری ہے۔

ہم اوپر سُن آئے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کو روک کر رکھنے کو دین کا خلاصہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس طرح انسان اپنے کھیت میں بیج بوتا ہے۔ اگر بیج اچھا اور عمدہ ہو گا تو اچھی فصل کاٹے گا اور اگر بیج معیاری نہ ہو گا تو فصل بھی اچھی نہ ہو گی اور پھر بعض اوقات کھیت میں جڑی بوٹیاں اور گھاس پھوس اُگ آتا ہے۔ اچھی اور عمدہ فصل کے حصول کے لئے ان کو تلف کرنا ضروری ہے۔ یہ خوبصورت مثال دے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی اعلیٰ اور عمدہ رنگ میں مسلمانوں کو سمجھایا ہے کہ اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھو ورنہ آپ اپنے نیک اعمال کی کھیتی میں اچھی فصل نہیں اُگا سکو گے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کے غلط استعمال سے پیدا ہونے والی بیماریوں اور بدیوں کا ذکر فرمایا ہے جیسے چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو سکتا (بخاری کتاب البر والصلۃ) پھر فرمایا۔ طعنہ زنی، فحش کلامی، یاوہ گو اور زبان دراز مومن نہیں ہو سکتا (ترمذی کتاب البر والصلۃ) جہاں تک اچھے معنوں میں زبان کے استعمال کا تعلق ہے۔ اوپر یہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم گزر چکا ہے کہ زبان سے جہاد کرو۔ نیکی کا، دعوت الی اللہ کا، تعلیم وتربیت واصلاح واحوال۔ اچھی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ اللہ تعالیٰ انسان کو پیدائش کے ساتھ ہی زبان عطا کر دیتا ہے لیکن جب زبان بولنے کے قابل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ دانتوں کے ذریعہ اس کی حفاظت کرتا ہے جو فلٹر کا کام کرتے ہیں اسی لئے کہتے ہیں بتیس دانتوں میں زبان ہے۔ جو زبان کو معمولی سا کاٹ کر اسے سبق بھی دیتے رہتے ہیں۔

سامعین! پانچویں بات جو حضرت معاذ بن جبلؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی وہ یہ تھی کہ جنت میں جانے اور جہنم سے بچنے کا کوئی عمل بتائیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی عبادت کرو۔ اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو۔ زکوۃ دو۔ رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔

مذکورہ بالا احکامات دراصل ارکان اسلام ہیں جن کی طرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی ہے۔ اس سے آگے حدیث کے الفاظ میں آنحضورؐ نے صوم کو ڈھال یعنی سِپر قرار دیا اور فرمایا کہ صدقہ گناہوں کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو نیز نماز تہجد کا ذکر فرمایا ہے۔ اسے دین کا خلاصہ قرار دیا گیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم تمام عبادات کو ان کے فلسفہ اور حکمت کو سامنے رکھ کر بجا لائیں تو عبادات کا مزا بھی دوبالا ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ پالے گی۔ جیسے آپؐ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے۔ جس طرح لوہے کی ڈھال انسان کو تلوار کی دھار سے بچا لیتی ہے اسی طرح روزہ ڈھال ہے تمام بدیوں سے جو تلوار کی طرح انسان پر حملہ آور ہوتی رہتی ہیں۔ روزہ اس کو روک کر رکھتا ہے۔ صوم کے معنٰی بھی رکنے یا روکنے کے ہیں۔ پھر آخر پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا تمام عبادات کی اعلیٰ رنگ میں بجا آوری کے لئے راتوں کو اٹھ کر تنہائی میں جب آپ کو کوئی نہ دیکھ رہا ہو، شرمندگی اور ندامت کے آنسو تہجد کی نماز میں بہانے کا ارشاد فرمایا ہے اور اپنے خدا سے ان عبادات کو اچھے طریق پر بجا لانے کی مدد مانگنے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہ کامیابی کا گر ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اور اسی سے مقام محمود حاصل ہو گا۔ نوافل کی بہت اہمیت ہے۔ نوافل تو فرائض میں کمی کو پورا کرتے ہیں (ترمذی کتاب الصلوٰۃ) ویسے بھی ہر نیکی کے کام میں نوافل ہوتے ہیں جو بجا لائے جائیں تو ہر نیکی چمک اٹھتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"نوافل سے مومن میرا مقرّب ہو جاتا ہے ایک فرائض ہوتے ہیں دوسرے نوافل یعنی ایک تو وہ احکام ہیں جو بطور حق واجب کے ہیں اور نوافل وہ ہیں جو زائد از فرائض ہیں اور وہ اس لئے ہیں کہ فرائض میں اگر کوئی کمی رہ گئی ہو نوافل سے پوری ہو جاوے۔ لوگوں نے نوافل صرف نماز ہی کے نوافل سمجھے ہوئے ہیں نہیں یہ بات نہیں۔ ہر فعل کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں۔ انسان زکوٰۃ دیتا ہے تو کبھی زکوٰۃ کے سوا بھی دے۔ رمضان میں روزے رکھتا ہے کبھی اس کے سوا بھی رکھے قرض لے تو کچھ ساتھ زائد دے کیونکہ اس نے مروّت کی ہے۔ نوافل متمّم فرائض ہوتے ہیں"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 79-80)

سامعین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہے کہ "اسلام فائدہ دیتاہے، نقصان نہیں دیتاہے"(المستدرک حدیث نمبر 8006)یعنی اسلام انسان کو ہر پہلو سے بھلائی کی طرف رہنمائی کرتاہے۔یہ ہمیں سچ بولنا، انصاف کرنا، اچھا اخلاق اپنانا اور دوسروں کا خیال رکھنا ایک دوسرے سے ہمدردی کرنا ہی سکھاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دوسرے سے ہمدردی اور شفقت کے بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ ان پر ٹھٹھے کیے جاتے ہیں۔ ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔"

(ملفوظات جلد4 صفحہ 438-439۔ایڈیشن 2003ء)

پھر فرمایا:

" مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اُسے چھوڑدے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جبتک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت، سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے۔"

(ملفوظات جلد4 صفحہ 216-217۔ایڈیشن 2003ء)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

"اُس کے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبّر نہ کرو گو وہ اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ...بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خودنمائی سے اُن کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبّر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو"۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 11-12)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" اگر ہم ترقی کرنے والی قوم ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر ہمیں اپنی کمزوریوں پر آنکھیں بند نہیں کر لینی چاہئیں بلکہ نظر رکھنی چاہئے اور اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے اور پھر یہی نہیں کہ صرف دنیاوی نظر سے ہم نے دیکھنا ہے بلکہ ہم تو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماناہے جو اس روئے زمین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عاشقِ صادق تھے، جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے آئے تھے، جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے آئے تھے۔ پس یہ سب چیزیں تقاضا کرتی ہیں کہ ہم نے ہر چیز کو ہر بات کو تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اور تقویٰ کی نظر سے دیکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت اپنے دل میں پیدا کرنی ہے اور اُس عہدِ بیعت کو نبھانا ہے جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کیاہے۔

پس ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے اپنی تمام تر کمزوریوں کو دور کرنا ہے اور اس کے لئے کوشش کرنی ہے۔ صرف انتظامی کمزوریاں نہیں بلکہ ذاتی کمزوریاں بھی (دُور کرنی ہیں)...... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے کے بارے میں جب بھی اشتہار دیا اور اعلان فرمایا تو اس پہلو کو خاص طور پر بیان فرمایا۔ آپ نے جہاں خدا تعالیٰ کا خوف، تقویٰ، زہد وغیرہ کی طرف توجہ دلائی وہاں نرم دلی، آپس کی محبت، بھائی چارہ، عاجزی، انکساری کی طرف بھی اُسی شدت سے توجہ دلائی کہ صرف عبادتیں تقویٰ نہیں ہیں، صرف جماعت کی خدمت کر دینا تقویٰ نہیں، صرف اللہ اور رسول سے محبت کا اظہار کر دینا تقویٰ نہیں، صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافتِ احمدیہ سے تعلق تقویٰ نہیں بلکہ تقویٰ تب کامل ہوتا ہے جب ماں باپ کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب خاوندوں اور بچوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب عزیز رشتے داروں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب دوستوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب ہمسایوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب بہن بھائیوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب افرادِ جماعت کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، یہاں تک کہ جب دشمنوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں تب تقویٰ کامل ہوتا ہے۔ اور یہ سب تعلیم قرآنِ کریم میں موجود ہے۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ یکم جون 2012ء)

پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" آج بد قسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت میں انہی بیماریوں کی وجہ سے مسلمانوں کی بدنامی ہو رہی ہے۔ یہ جھوٹ اور امانت میں خیانت، اور معاہدوں کا پاس نہ کرنا، اُن کو آنر(Honour) نہ کرنا، یہی چیز ہے جس نے ملکوں کے امن برباد کر دیئے ہیں۔ اکثر مسلمان ملکوں کے اندر حکومتوں اور سیاستدانوں اور عوام کے درمیان جو جنگ کی صورت پیدا ہوئی ہوئی ہے وہ اسی نفاق کا نتیجہ ہے جس کی نشاندہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ (مسلمان) ملکوں میں جو نفاق پیدا ہوا ہے اس سے فائدہ اٹھا کر غیر مسلموں کو اسلام کے خلاف بیہودہ گوئیاں کرنے اور بدنامی کا موقع مل رہا ہے۔ اسرائیل کے ایک اخبار میں ایک یہودی نے ایک کالم لکھا کہ اسلام کی تعلیم تو امن پسند ہے ہی نہیں اور ان مسلمانوں کے جو عمل ہیں اس سے یہ واضح ہے کہ اسلام کی تعلیم اس کے خلاف ہے۔ لکھتا ہے کہ اگر امن کی تعلیم ہے تو یا یہودیت میں ہے یا عیسائیت میں ہے اور اگر مسلمانوں میں کہیں امن کی کوئی بات ہوتی نظر آتی ہے تو وہ ایک بہت تھوڑی اقلیت ہے جو امن کی بات کرتے ہیں۔ تو یہ کتنا بڑا المیہ ہے۔ وہ لوگ جن کی تعلیم میں واضح طور پر سختی کی تعلیم لکھی گئی ہے مسلمانوں کے عمل کی وجہ سے اسلام کی تعلیم پر اعتراض کر رہے ہیں اور انگلی اٹھا رہے ہیں۔ ہم احمدی اس بات پر تو خوش نہیں ہو سکتے کہ ایک محدود اقلیت سے احمدیوں کی طرف اشارہ ہے یا ایک گروپ مسلمانوں کی طرف بھی ہے تو ہم اس بات پر خوش ہو جائیں کہ چلو ایک اقلیت گروپ جو ہے وہ بدنام نہیں ہے اور امن کی بات کر رہا ہے۔ ہماری خوشی تو تب ہو گی جب مسلمانوں کی اکثریت کے متعلق یہ کہا جائے کہ یہ اسلام کی تعلیم کی وجہ سے محبت، پیار اور امن کا پیغام دینے والے ہیں۔ اسلام کی تعلیم پر یہ گھناؤنا الزام ہے جو ان لوگوں نے لگایا ہے اور لگا رہے ہیں اور لگاتے چلے جا رہے ہیں اور مسلمانوں کو اس کی کوئی فکر نہیں۔ ہمارے لئے تو یہ انتہائی تکلیف دہ امر ہے۔ ہماری خوشی جیسا کہ میں نے کہا، ایک احمدی کی خوشی تو اس وقت ہو گی جب دنیا یہ کہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم امن، پیار اور محبت کی تعلیم ہے۔ اور صرف یہی تعلیم ہے جو اس قدر خوبصورت تعلیم ہے کہ جس کے بغیر دنیا میں امن قائم ہی نہیں ہو سکتا۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4/ فروری 2011ء)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام اور احمدیت کی نعمت کی قدر کرنے والا، اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والا بنائے اور ہم ایسے سچے احمدی مسلمان بنیں جن کا وجود نہ صرف اپنے لیے فائدہ مند ہو بلکہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانے والا ہو۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

۞۞۞۞